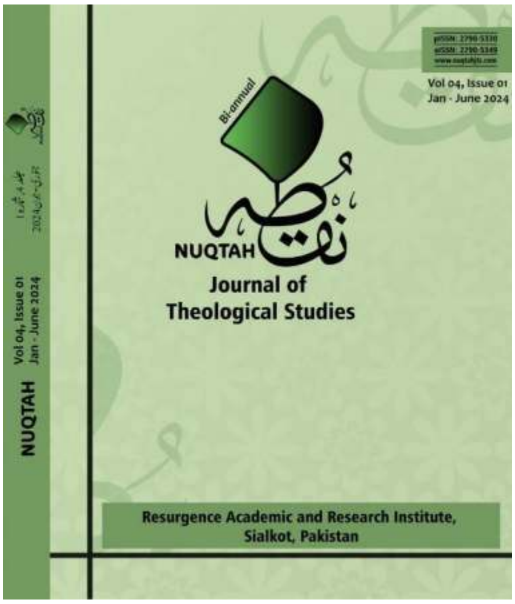

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

احادیث کے مابین رفع تعارض کے فقہی مناہج کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

A Comparative and Analytical Study of Jurisprudential Methods for Resolving Conflicts between Hadiths

Zafarullah Aziz
PhD scholar, Institute of Islamic Studies, University of Punjab Lahore
Email: hafizzafar331@gmail.com
Dr Hafiz Hassam Madani
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of Punjab Lahore
Email: drhhasan.is@pu.edu.pk

Published online: 30 June 202

View this issue

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

احادیث کے مابین رفع تعارض کے فقہی مناہج کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

A Comparative and Analytical Study of Jurisprudential Methods for Resolving Conflicts between Hadiths

ABSTRACT

This study explores various methodologies employed by scholars, hadith experts, jurists of opinion, and legal theorists to resolve conflicts in hadith. Due to differing opinions among scholars, there are several prominent methodologies, including those of the hadith scholars, Hanafi scholars, and the majority of scholars. The study first presents the arguments of these methodologies and then offers a comparative analysis. The methodologies for resolving apparent conflicts and discrepancies in hadith can be categorized into two main approaches: the methodology of the hadith scholars and that of the jurists of opinion. For the hadith scholars, the approach involves finding a way to act upon both conflicting hadiths, as adhering to both is preferable to dismissing one. This is known as reconciliation or application. If reconciliation is not possible, the earlier hadith may be considered abrogated in favor of the later one. If this approach is also not feasible, reasons for preference are sought to determine which hadith should be followed. If none of these methods work, suspension is practiced. In the Hanafi methodology, if both hadiths are of equal rank, one is considered earlier and the other later, and the method of abrogation is applied. If the historical context is unknown, reasons for preference are sought to determine which hadith is preferable. If neither historical context nor reasons for preference are available, reconciliation is pursued. If none of these methods are possible, the weaker evidence is abandoned in favor of a lesser degree of evidence.

رفع تعارض میں اہل علم، محدثین، اہل الرائے اور اصولیین کے کیا مناہج ہیں؟ اس بارے میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے مختلف مناہج ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور محدثین کا منہج، حنفیہ کا منہج، اور جمہور علماء کا منہج ہے۔ سب سے پہلے ان تینوں مناہج کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔ اس کے بعد ان دلائل کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ احادیث میں ظاہری تعارض اور اختلاف کو دور کرنے کے لیے اہل علم محدثین اور اصولیین نے جو مناہج اختیار کیے ہیں، ہم انہیں دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ منہج فقہاءِ اہل حدیث اور منہج فقہاءِ اہل الرائے۔ منہج فقہاءِ اہل حدیث سے مراد محدثین کرام اور فقہاءِ عظام ہیں۔ باہم متعارض احادیث کے رفع تعارض اور اختلاف پر محدثین، اصولیین اور فقہاءِ عظام کا منہج ہے کہ کوئی ایسا راستہ اپنایا جائے جس سے دونوں احادیث پر عمل ہو سکے[1]۔ کیوں کہ دونوں احادیث پر عمل پیرا ہونا کسی ایک حدیث کو مہمل قرار دینے سے بہتر ہے۔ اس درمیانی راستے کو محدثین کی اصطلاح میں "جمع بین الاحادیث" تطبیق اور توفیق کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو تاریخ معلوم کر کے مقدم کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ قرار دے کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو وجوہ ترجیح تلاش کی جائیں گی، ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے گا، اگر تینوں مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ ہو تو "توقف" کیا جائے گا۔

متعارض احادیث کے رفع تعارض پر حنفیہ کا منہج ترجیح کا ہے، اگر دونوں احادیث رتبے میں ایک جیسی ہوں تو ایک حدیث کو مقدم اور دوسری کو متاخر مان کر ناسخ و منسوخ کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو وجوہ ترجیح تلاش کر کے راجح یا مرجوح قرار دیا جائے گا۔ اگر تاریخ اور وجوہ ترجیح معلوم نہ ہو تو ان میں جمع و تطبیق کا راستہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر کوئی صورت بھی ممکن نہ ہو تو "اذا تعارض تساقطا" پر عمل کرتے ہوئے اس سے کم درجے کی دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا[2]۔

جمہور علماء کا منہج اور دلائل:

تطبیق کے پہلے موقف کے قائل اکثر جمہور علماء ہیں جن میں سوائے حنفیہ کے تمام فقہائے مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور ظاہریہ شامل ہیں۔ جن میں سے علامہ ابن سبکی، ابن حزم الظاہری، امام شوکانی، امام بیضاوی اور علامہ اسنوی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ اس مذہب کے اصول و منہج کی وضاحت مندرجہ ذیل اقوال سے ہو جاتی ہے۔

ابن حزم الظاہری کا موقف:

ابن حزم الظاہری بھی جمہور علماء کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "إذا تعارض الحديثان أو الايتان أو اية وحديث ففرض على كل مسلم استعمال كل ذلك، لأنه ليس بعض ذلك أولىٰ من بعض، ولا حديث بأوجب من حديث آخر ، ولا آية بأولىٰ بالطاعة لها من آية أخرى، وكل من عند الله عز وجل، وكل سواء في باب وجوب الطاعة"[3]۔

جب دو احادیث یا دو آیات یا ایک آیت اور ایک حدیث کے درمیان تعارض پیدا ہو جائے تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ہر دلیل پر عمل کرے، کیونکہ کوئی بھی دلیل دوسری دلیل سے بہتر نہیں ہے۔ اور کوئی حدیث دوسری حدیث سے افضل نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی آیت اطاعت کے اعتبار سے دوسری آیت سے اعلیٰ ہے، ہر ایک اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اور تمام اطاعت کے اعتبار سے برابر ہیں۔

امام شوکانی کا موقف:

" ومن شروط الترجيح التي لا بد من اعتبارها أن لا يمكن الجمع بين المتعارضين بوجه مقبول، فإن أمكن ذلك تعين المصير إليه ولم يجز المصير إلى الترجيح".[4]

ترجیح کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ متعارض دلائل کو کسی بھی مقبول وجہ کے ذریعے جمع کرنا ممکن نہ ہو۔ کیوں کہ اگر جمع کرنا ممکن ہو جائے تو پھر جمع کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا اور ایسی صورت میں ترجیح کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہو گا۔

امام بیضاوی کا موقف:

امام بیضاوی متعارضہ دلائل کو جمع کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں"وإذا تعارض نصان فالعمل بهما من وجه أولى"[5]۔ اور جب دو نصوص باہم متعارض ہوں تو دونوں کو جمع کر کے ان پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

علامہ ابن سبکی الشافعی کی رائے:

"وصحح ان العمل بالمتعارضين ولو من وجه أولى وهذا إنما يكون بعد الجمع بينهما، لا كونهما متعارضين، ولو مع بقاء التعارض بينهما، فإنه غير ممكن، إذ لم يقل به أحد من الأصوليين فيما أعلم، فإن تعذر أي ما تقدم من الجمع والترجيح وعلم المتأخر فهو ناسخ، وإلا يعلم المتأخر منهما رجع إلى غيرهما"[6]۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ دونوں متعارض دلائل پر عمل کرنا ہی افضل ہے اگر چہ وہ کسی وجہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور دونوں دلائل کو جمع کرنے کے بعد ہی عمل ہو سکتا ہے نہ کہ صرف دونوں دلائل کے متعارض ہونے کی بنا پر۔ اور اگر دلائل کے درمیان تعارض باقی ہونے کے باوجود عمل کیا جائے تو یہ ناممکن ہے، کیوں کہ اصولیین میں سے کسی سے بھی ایسا قول معروف نہیں ہے۔ لہٰذا اگر جمع اور ترجیح دونوں ناممکن ہوں اور متاخر کا علم ہو جائے تو وہ ناسخ ہو گا۔ اور اگر متاخر کا علم بھی نہ ہو سکے تو ان دونوں کے علاوہ کسی اور دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

محمد ابراہیم الحفناوی کی رائے:

محمد ابراہیم الحفناوی رفع تعارض میں جمہور علماء کے منہج کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اولا:الجمع بين المتعارضين بأي نوع من أنواع الجمع. حيث أن العمل بهما ولو من وجه أولى من اسقاط أحدهما بالكلية۔

ثانيا:الترجيح أي تفضيل أحدهما على معارضة الآخر. وذلك عند تعذر الجمع بينالمتعارضين۔

ثالثا:إن تعذر على المجتهد الجمع والترجيح ينظر في تاريخ الدليلين المتعارضين فإن عرفه فإنه حينئذ ينسخ المتأخرالمتقدم۔

رابعا:الحكم بسقوط الدليلين المتعارضين عند تعذر معرفة التاريخ، أو عند العلم بتقارن الدليلين. مع عدم إمكانالجمع والترجيح، ثم بعد ذلك يكون الرجوع إلى البرأة الأصلية[7]۔

اول: متعارض دلائل کو جمع کی انواع میں سے کسی نوع کے ساتھ اس طرح جمع کیا جائے گا کہ دونوں دلیلوں پر عمل ہو جائے اگر چہ وہ عمل کسی وجہ ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ دونوں پر عمل کرنا کسی ایک دلیل کو کلی طور پر ساقط کرنے سے بہتر ہے۔

دوم: ترجیح دینا، یعنی کسی ایک دلیل کو دوسری دلیل پر فوقیت دینا اور جب متعارض دلائل کو جمع کرنا مشکل ہو جائے، تب یہ ترجیح دی جائے گی۔

سوم: نسخ کرنا، یعنی اگر مجتہد کے لیے جمع اور ترجیح ممکن نہ رہے تو وہ دونوں دلیلوں کی تاریخ میں غور و فکر کرے گا، اگر تاریخ معلوم ہو جائے تو متاخر دلیل، متقدم کے لیے ناسخ بن جائے گی۔

چہارم: سقوط دلیلین کا حکم، یعنی جب متعارض دلائل کی تاریخ کا علم بھی نہ ہو سکے اور نہ ہی جمع و ترجیح ممکن ہو تو دونوں دلیلوں کے سقوط کا حکم لگایا جائے گا۔ پھر اس کے بعد برآت اصلیہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں جمہور علماء کے نزدیک رفع تعارض کے طرق کی ترتیب مندرجہ ذیل ہو گی۔

جمع و تطبیق:

سب سے پہلے دو متعارض دلائل کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے گی کیوں کہ دونوں دلائل پر عمل کرنا ان میں سے کسی ایک کو ساقط کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ دلائل کے اعتبار سے اصل چیز اعمال (یعنی دونوں دلائل پر عمل کرنا) ہے۔ اور اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ دونوں متعارض دلائل عام ہوں یا خاص، یا ایک دلیل عام ہو اور دوسری خاص ہو۔

ترجیح:

ایک دلیل کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی، یعنی اگر متعارض دلائل کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو اگر ترجیح کے اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے تو مجتہد ایک دلیل کو دوسری دلیل پر ترجیح دے گا۔ ترجیح کے اسباب کثیر ہیں۔ علامہ سیوطی نے ترجیح کی سات اقسام بیان کی ہیں اور پھر ہر نوع کے تحت کئی وجوہ کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1- راوی کی حالت کے اعتبار سے ترجیح
2- اخذ حدیث کے اعتبار سے ترجیح
3- روایت کی کیفیت کے اعتبار سے ترجیح
4- خبر کے الفاظ کے اعتبار سے ترجیح
5- حکم کے اعتبار سے ترجیح
6- خارجی امور کے اعتبار سے ترجیح وغیرہ۔

نسخ:

اگر دو دلائل کو جمع کرنا اور کسی ایک کو ترجیح دینا بھی ممکن نہ ہو تو مجتہد ان کی تاریخ میں غور و فکر کرے گا، اگر تاریخ معلوم ہو جائے تو متاخر دلیل کے ذریعے متقدم دلیل کو منسوخ کر دیا جائے گا، کیونکہ وہ ذات جو شارع اور حکیم ہے اس کی جانب سے (بظاہر متعارض) دونوں دلائل کو ایک ہی وقت میں رد کرنا ممکن نہیں۔

تساقط:

دلیلین یعنی دونوں متعارض دلائل کے ساقط ہو جانے کا حکم لگا دینا۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب جمع، ترجیح اور نسخ کرنا مشکل ہو جائے تو دونوں دلیلوں پر عمل ترک کر دیا جائے گا۔ اور ان کے علاوہ دیگر دلائل میں سے کسی دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اگر ادنیٰ دلیل مل جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ بصورت دیگر برآت اصلیہ کا حکم لگایا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا کہ دونوں دلائل موجود ہی نہیں ہیں۔ بعض علماء سقوط کی بجائے تخییر کے قائل ہیں۔

امام سبکی الشافعی کا موقف:

"وذهب بعض العلماء إلى التخيير بدل السقوط إن كان الدليلان مما يمكن فيه التخيير، وإلا يحكم بالسقوط والبراءة الأصلية"[8]۔

بعض علماء سقوط کی بجائے تخیر کے قائل ہیں، بشرطیہ کہ دونوں دلائل ایسے ہوں جن میں تخییر ممکن ہو، ورنہ دونوں کے سقوط کا حکم لگایا جائے گا اور برآت اصلیہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

مثالیں:

جمہور علماء کے منہج کے مطابق متعارض دلائل کے درمیان تعارض کو رفع کرتے ہوئے مندرجہ ذیل چند روایات کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی مثال: ان النبي قال لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ببول ولا غائط[9]۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ ہی پشت کر کے بیٹھو۔
یہ حدیث قولی مندرجہ ذیل فعلی حدیث کے ساتھ متعارض ہے۔"قال عبد الله ولقد رقيت على ظهر بيت فرأيت رسول الله الا الله قاعدا على لبنتين مستقبلا بيت المقدس لحاجته "[10]۔
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے گھر کے پیچھے جھانک کر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دو پتھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور رخ بیت المقدس کی جانب ہے۔ یہ دونوں احادیث باہم متعارض ہیں،

علماءِ کرام نے دونوں کو جمع کرتے ہوئے تعارض کو اس طرح دور کیا ہے کہ قبلہ کی طرف استقبال واستدبار سے جو نہی ہے اس کو ایسی صورت پر محمول کیا ہے جب کوئی کسی صحرا اور کھلے میدان میں ہو۔ اور وہ حدیث جس میں استقبال قبلہ اور استدبار کے جواز کا حکم ہے اس کو ایسی صورت پر محمول کیا ہے جب کوئی گھر یا چار دیواری میں ہو، تو اس وقت ایسا کرنا جائز ہو گا۔

دوسری مثال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے

"قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَخنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ"[11] آپ ﷺ فرمادیں میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کھانے والے پر جو کھاتا ہے مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندہ ہے) اس آیت کے معارض مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

"أنه نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع، وكل ذي مخلب من الطير"[12]۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر داڑھوں والے درندے اور ہر پنجوں والے شکاری پرندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

مذکورہ آیت صرف ان چیزوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہے جو اس میں مذکور ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے علاوہ ہر چیز حلال ہے۔ جس میں تمام درندے اور شکاری پرندے بھی شامل ہیں۔ جبکہ حدیث میں ان کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا دونوں دلائل باہم متعارض ہوئے۔ اکثر علماءِ حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کو آیت پر مقدم کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ آیت کے عموم سے حدیث میں مذکورہ چیزوں کو خاص کر کے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے[13]۔

جبکہ علماء کی ایک جماعت نے دونوں متعارض دلائل کے درمیان تطبیق پیدا کرتے ہوئے دونوں کو جمع کیا ہے۔ وہ آیت کو حال پر محمول کرتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اے محمد ﷺ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ ابھی میں کھانے کی کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے ان چیزوں کے جو تمہیں بیان کر دی گئیں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو الہام کر دیا کہ ان کو یہ بات بھی پہنچادیں کہ ہر داڑھوں والا درندہ اور پنجوں سے شکار کرنے والا پرندہ بھی حرام ہے۔ اس طرح سے دونوں دلائل میں تطبیق کرتے ہوئے ان کو جمع کیا جائے گا[14]۔

علماءِ حنفیہ کا مذہب اور دلائل:

فقہائے حنفیہ اس بارے میں زیادہ زور دیتے ہیں کہ ترجیح کو جمع و تطبیق پر مقدم کیا جائے گا۔ ان کے دلائل میں سے اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی دلیل:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تعارض کے وقت راجح کو مرجوح پر مقدم کیا جائے گا۔ مرجوح کو راجح پر ترجیح دینا یا مرجوح اور راجح دونوں کو مساوی رکھنا ممتنع ہے۔

دوسری دلیل:

اس بات پر اجماع کے منعقد ہونے کا کسی ایک نے بھی ذکر نہیں کیا کہ جمع و تطبیق کو ترجیح پر مقدم کیا جائے گا[15]۔

تیسری دلیل:

صحابہ کرام کو جب دو حدیثوں کے درمیان اشکال پیدا ہوتا تو وہ ترجیح کی جانب ہی رجوع کیا کرتے تھے۔اس بات کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے التقائے ختانان کے وقت غسل کے واجب ہو جانے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث"إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل[16]۔ کوحضرت ابوھریرہ کی حدیث"إنما الماء من الماء"[17] پر ترجیح دی ہے۔

1- دو متعارض احادیث کے رفع تعارض پر احناف کا منہج مندرجہ ذیل ہے۔

2- اگر دونوں احادیث رتبے میں ایک جیسی ہوں تو ایک حدیث کو متقدم اور دوسری کو متاخر مان کر ناسخ و منسوخ کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔

3- تاریخ معلوم نہ ہو تو وجوہ ترجیح تلاش کر کے راجح و مرجوح قرار دیا جائے گا۔

4- اگر تاریخ اور وجوہ ترجیح معلوم نہ ہو تو ان میں جمع و تطبیق کا راستہ اختیار کیا جائے گا۔

5- اگر کوئی صورت بھی ممکن نہ ہو تو"اذا تعارض تساقطا "پر عمل کرتے ہوئے اس سے کم درجے کی دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

علامہ محب اللہ حنفی بہاری کا موقف:

وحكمه النسخ ان علم المتقدم والا فالترجيح ان امكن والافالجمع بقدر الامكان وان لم يمكن تساقطا[18]۔

متعارض احادیث کا حکم یہ ہے ،اگر متقدم معلوم ہو تو نسخ ورنہ ترجیح کے قاعدے پر عمل کیا جائے گا۔اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جمع و تطبیق پر عمل کیا جائے گا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دونوں احادیث ساقط العمل ہوں گی اور اس سے کم درجے کی دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔دو متعارض احادیث وروایات کی صورت میں فقہاء اور احناف، اصولیین ان اصولوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے استعمال کرتے ہیں ۔

1- نسخ

2- ترجیح

3- جمع[19]

4- توقف

نص کے علاوہ دو دلیلوں میں تعارض کی صوت میں گر تعارض نص کے علاوہ دیگر دلائل میں پایا جائے تو اس وقت فقہاء احناف کے ہاں ان اصولوں کی ترتیب مندرجہ ذیل ہو گی۔

1- قیاس کو تقویت دینے والی کسی دلیل کے ساتھ قیاس کو اختیار کیا جائے گا۔

2- مجتہد جو غور وخوض کرنے کے بعد جس اصول کو بہتر سمجھے گا اختیار کرے گا[20]۔

3- علماء ِ حنفیہ کا مذہب، احناف کے مذہب میں جمہور علمائے حنفیہ مثلا امام ابو حنیفہ، امام یوسف، امام محمد، امام صدر الشریعہ، امام ابن الھمام، امام طحاوی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک دو دلیلوں میں بظاہر تعارض نظر آئے تو سب سے پہلے تاریخ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

امام صدر الشریعہ صاحب التوضیح کا موقف:

اسی منہج کو امام صدر الشریعہ نے التوضیح میں اس طرح ذکر کیا ہے۔"فإن علم التاريخ يكون المتأخر ناسخا للمتقدم وإلا يطلب المخلص أي يدفع المعارضة ويجمع بينهما ما أمكن ويسمى عملا بالشهين فإن تيسر فيها وإلا يترك ويصار من الكتاب إلى السنة ومنها إلى القياس وأقوال الصحابة رضي الله تعالى عنهم إن أمكن ذلك وإلا يجب تقرير الأصل "[21]۔

اگر تاریخ معلوم ہو جائے تو متاخر دلیل متقدم کے لیے ناسخ ہو جائے گی، ورنہ تعارض کو رفع کرنے کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے دونوں دلائل کو جمع کیا جائے گا اور اس جمع کو عمل بالشبیب کا نام دیا جائے گا بشرط یہ کہ ایسا کرنا آسان ہو، ورنہ ان پر عمل کو ترک کر دیا جائے گا

اور اگر کتاب اللہ میں تعارض ہو تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا، اگر سنت میں تعارض ہو تو قیاس یا اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا جائے گا جہاں تک ممکن ہو سکے۔ ورنہ تقریر اصول واجب ہو گا۔ (یعنی برآت اصلیہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور اصل کا حکم لگایا جائے گا)۔

امام ابن ہمام کا موقف:

امام ابن ہمام بھی صاحب التوضیح کے ساتھ متفق ہوتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حكمة النسخ ان علم المتأخر والا فالترجيح ثم الجمع والا تركا الى ما دونهما على الترتيب[22]۔

تعارض کا حکم یہ ہے کہ اگر متاخر معلوم ہو جائے منسوخ پر عمل کیا جائے گا، اور نہ ترجیح دی جائے گی اور پھر جمع کیا جائے گا، ورنہ دونوں دلیلوں پر عمل ترک کر کے بالترتیب ادنیٰ دلائل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

ماتقدم اقوال کی روشنی میں علمائے احناف کے اصول اور منہج کی ترتیب اس طرح ہو گی۔

1- **نسخ**

احناف کے نزدیک رفع تعارض کا پہلا اصول نسخ ہے، یعنی جب دو دلیلوں کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو ان کی تاریخ میں غور و فکر کیا جائے گا، اگر ان کی تاریخ معلوم ہو جائے تو متاخر دلیل متقدم دلیل کی ناسخ ہو گی۔ بشرطیہ کہ دونوں متعارض دلیلیں قوت میں برابر ہوں[23]۔

2- **ترجیح:**

اگر تاریخ معلوم نہ ہو سکے تو پھر ترجیح کی وجوہات میں غور و فکر کیا جائے گا، اگر کسی دلیل میں کوئی فضیلت یا ترجیح کا کوئی سبب پایا جائے تو راجح دلیل کو مرجوح دلیل پر فوقیت دی جائے گی۔ خواہ وہ فضیلت وصف کے اعتبار سے ہو (مثلاً اس روایت کا راوی فقیہ ہو) یا وہ فضیلت کسی اور اعتبار سے ہو (مثلاً ایک خبر متواتر ہو اور دوسری خبر واحد ہو)۔

3- **جمع و تطبیق:**

اور اگر (وجہ ترجیح) بھی نہ معلوم ہو اور نہ ہی تاریخ معلوم ہو سکے تو جہاں تک ممکن ہو سکے دونوں کو جمع کیا جاے گا۔ کیونکہ دو دلیلیں جن میں سے کسی ایک کو دوسری پر کوئی فضیلت نہیں ان کو جمع کر کے دونوں پر عمل کر لینا افضل ہے بجائے اس کے کہ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ترک کر دیا جائے۔

تساقط دلیلین:

اگر مذکورہ بالا تمام طریقے (نسخ، ترجیح اور جمع) پر عمل ممکن نہ ہو سکے تو دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی اور ان پر عمل ترک کر دیا جائے گا اور پھر جو دلیل رتبہ کے اعتبار سے دونوں متعارض دلائل سے کم تر اور ادنیٰ ہو گی اس کی طرف استدلال کے لیے رجوع کیا جائے گا۔ جس کی صورتیں اس طرح ہوں گی۔

ادنیٰ دلیل کی طرف رجوع کی صورتیں:

پہلی صورت

(تعارض ورجوع الى السنة) اگر دو آیات باہم متعارض ہوں تو ایسی صورت میں دونوں ساقط ہو جائیں گی اور جو دلیل ان سے کم درجہ کی ہو گی (یعنی سنت)، تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

مثال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ[24]۔ جبکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[25]۔

پہلی آیت نماز میں مطلق قراءت کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جبکہ دوسری آیت امام کے پیچھے قراءت کرنے کی بجائے مقتدی کے لیے خاموش رہنے پر دلالت کرتی ہے۔ ظاہری طور پر یہ دونوں آیات باہم متعارض ہیں لیکن جب ہم نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارک کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اس کی وضاحت مل جاتی ہے۔ "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة[26]"
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت ہی اس کی قرآت ہو گی۔ اسی وجہ سے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں کہ قراءت خلف الامام جائز نہیں، یعنی مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قراءت کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسری صورت:

(تعارض سنتين و رجوع الى القياس) اگر دو سنتیں باہم متعارض ہوں تو دونوں پر عمل ترک کر دیا جائے گا اور اس دلیل پر عمل کیا جائے گا جو ان دونوں سے ادنیٰ اور کم درجہ کی ہو گی، یعنی قیاس پر یا اقوال صحابہ پر عمل کیا جائے گا۔ قیاس کو مقدم کیا جائے یا اقوال صحابہ کو؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

مثال:

رجوع الی القیاس وہ حدیث پاک جس کو حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے روایت کیا ہے "عن عبد اللهبن عمرو، قال انكسفت الشمس على عهد رسول الله ، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، لم يكد يركع ، ثم ركع ، فلم يكد يرفع ، ثم رفع فلم يكد يسجد ، ثم سجد ، فلم يكد يرفع ، ثم رفع ، فلميكد يسجد ، ثم سجد ، فلم يكد يرفع ، ثم رفع ، وفعل في الركعة الأخرى مثل ذلك"[27]۔

عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو رسول اللہ نے قیام فرمایا وہ قیام اتنا طویل تھا کہ) قریب نہیں تھا کہ آپ ﷺ رکوع کریں گے، پھر آپ نے رکوع کیا (اتنا طویل کہ قریب نہیں تھا کہ آپ سر اٹھائیں گے، پھر آپ رکوع سے اٹھے (اتنا طویل قومہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے، پھر آپ نے سجدہ کیا، (اتنا طویل کہ) سجدہ سے اٹھنے کا امکان نہیں تھا، پھر آپ نے سر اٹھایا (اور اتنا طویل بیٹھے کہ) دوسرے سجدے کا امکان نہ تھا، پھر آپ نے سجدہ کیا (اور وہ بھی اتنا طویل کہ) گمان تھا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی کیا۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کی نماز ادا فرمائی جس کی دو رکعتیں تھیں اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے تھے۔ اس حدیث سے علمائے حنفیہ نے استدلال کیا ہے، لہٰذا ان کے نزدیک سورج گرہن کی نماز کی دو رکعات ہی ہیں اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔ جبکہ اس کے معارض وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ نے روایت کیا ہے
"عن ابن عباس وعائشة أنهما قالا كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام قياما طويلا نحوا من سورة البقرة، ثم ركع ركوعا طويلا، ثم رفع رأسه فقام قياما طويلا وهو دون القيام الأول، ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الأول"[28]۔

حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے طویل قیام کیا جتنا کہ سورہ بقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے، پھر آپ نے طویل رکوع کیا، پھر اپنے سر کو اٹھایا اور طویل قیام کیا جو پہلے والے قیام سے کم طویل تھا، پھر آپ نے طویل رکوع کیا جو پہلے والے رکوع سے کم طویل تھا۔ اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے، لہٰذا ان کے نزدیک سورج گرہن کی نماز کی دو رکعات ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا احادیث متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گی اور نماز کسوف کو باقی نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم لگایا جائے گا کہ جس طرح تمام نمازوں کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوتے ہیں اسی طرح صلاۃ الکسوف کی ہر رکعت میں بھی ایک رکوع اور دو سجدوں ہوں گے۔

مثال:رجوع الی قول الصحابی

وہ متعارض احادیث جن کے سقوط کے بعد اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا گیا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

"عن عبد الله بن عمر: رأيت رسول الله إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلاة ، وإذا كبر للركوع، وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك أيضاً[29]۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو نماز شروع کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے، اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے تھے۔ اس کے معارض وہ حدیث مبارک ہے جس کو حضرت براء بن عازب نے روایت کیا ہے۔وروي من طريق البراء بن عازب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب منأذنيه ثم لا يعود[30]۔

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ اپنے دونوں گوش مبارک کے برابر اٹھاتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

مذکورہ احادیث میں تعارض پایا جارہا ہے۔ پہلی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔ جبکہ دوسری حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رفع یدین سنت نہیں ہے۔ رفع یدین کے بارے میں ان کے علاوہ اور کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں جن کے درمیان باہمی تعارض پایا جاتا ہے۔ امام شافعی رفع یدین کے قائل ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک رفع یدین سنت نہیں ہے، ان کے نزدیک رفع یدین والی احادیث منسوخ ہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ پہلے رفع یدین فرمایا کرتے تھے پھر آپ نے ترک کر دیا۔ اور صحابہ کرام کی وہ جماعت جنہوں نے اس کو روایت کیا ہے انہوں نے بھی رفع یدین ترک کر دیا تھا جیسا کہ ان کے عمل سے ثابت ہے۔

قول صحابی سے استدلال:

مذکورہ بالا احادیث باہم متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گی، لہٰذا ایسی صورت میں مابعد دلیل یعنی قول صحابی کی طرف رجوع کیا جائے گا، اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا مندرجہ ذیل قول ہے:

عن عبد الله بن مسعودبن مسعود قال: ألا أُصَلِّي بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلا مَرَّةً"[31]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاوں، انہوں نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہ کیا سوائے ایک مرتبہ۔ عقلی دلیل کے مطابق رفع یدین کے متعلق تمام روایات باہم متعارض ہونے کی وجہ سے رفع یدین کو ترک کر دینا ہی افضل ہے۔ کیوں کہ اگر رفع یدین ثابت بھی ہو تو وہ سنت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر ثابت نہ ہو تو پھر وہ بدعت ہو گا۔ اور سنت پر عمل کرنے سے بدعت کو ترک کر دینا افضل ہے۔ کیوں کہ رفع یدین کے ثبوت کے باوجود اس کو ترک کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جبکہ عدم ثبوت کے باوجود رفع یدین کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسے عمل میں مشغول ہونا لازم آتا ہے جو عمل نماز میں سے نہیں ہے۔

تیسری صورت:

(تعارض قیاسین اور رفع تعارض) اگر دو قیاسوں کے درمیان تعارض آجائے تو پھر دونوں قیاس ساقط نہیں ہوں گے بلکہ دونوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنا ہو گا۔ کیونکہ قیاس کے بعد کوئی ایسی حجت نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔ کسی ایک قیاس کو اختیار کیسے کیا جائے گا؟ اس کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت:

اگر دونوں قیاسوں میں سے کسی ایک میں کوئی وجہ ترجیح یا کوئی فضیلت پائی جائے مثلاً وہ قیاس جس کی علت منصوص علیہ ہو وہ قطعی ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں ایسا قیاس جس کی علت منصوص علیہ نہ ہو وہ ظنی ہوتا ہے، تو قطعی قیاس کو ظنی قیاس پر ترجیح دی جائے گی۔ اسی طرح وہ قیاس جس کو قرآن و سنت سے اشارۃِ تائید حاصل ہو جائے تو اس قیاس کو دوسرے قیاس پر ترجیح دی جائے گی۔ اور راجح قیاس پر عمل کیا جائے گا اور مرجوح قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

دوسری حالت:

اگر دونوں قیاسوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو تو پھر جمہور علماء کے نزدیک مجتہد کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ کسی بھی ایک قیاس کو اختیار کر لے اور اس پر عمل کرے۔ جبکہ احناف کے نزدیک مجتہد پہلے تحری (غور و فکر) کرے گا اور استفتائے قلب کے بعد کسی ایک قیاس کو اختیار کر کے اس پر عمل کرے گا۔ اگرچہ وہ غلطی پر ہو، کیونکہ مجتہد اگر غلطی پر ہو تب بھی اسے اجر دیا جاتا ہے۔

امام سرخسی کا موقف:

" وإن لم يجد مرجحا في أحدهما ، فإنه يكون مخيرا في العمل بأيهما شاء، وإن أخطأ فإنه يكون معذورا"[32]۔

اگر دونوں میں کوئی مرجح نہ پائے تو اسے (مجتہد) کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس پہ چاہے عمل کرلے، اگرچہ وہ غلطی پر ہو۔ کیونکہ مجتہد مرفوع القلم ہوتا ہے۔

مثال:

جب دو قیاس متعارض ہوں تو کسی ایک قیاس کا انتخاب اس کی مثال دو کپڑوں کا مسئلہ ہے کہ ایک شخص کے پاس دو کپڑے ہوں جن میں سے ایک پاک ہو اور دوسرا ناپاک ہو۔ اور اسے معلوم نہ ہو کہ ان میں سے کون سا کپڑا پاک ہے اور کون سا ناپاک؟ اور نہ تو اس کے پاس کوئی اور پاک کپڑا ہو جس میں وہ نماز پڑھ سکے اور نہ ہی اس کے پاس پانی ہو جس سے وہ دونوں کپڑوں کو دھو سکے۔ تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ غور و خوض کرے۔ یعنی وہ دونوں قیاسوں میں غور و فکر کرے اور جس کپڑے پر اس کا دل مطمئن ہو جائے تو اسی کو اختیار کر لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ مومن کو نور فراست عطا کر رکھا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله-

یعنی مومن کی فراست سے بچو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

چوتھی صورت:

(براءت اصلیہ) جب دو آیات یا احادیث متعارض آجائیں اور مجتہد کو ان سے ادنیٰ اور کم تر دلیل نہ ملے، یا مل تو جائے لیکن وہ بھی متعارض ہو تو پھر برآت اصلیہ کا حکم لگایا جائے گا، یعنی دونوں متعارض دلیلیں ساقط ہو جائیں گی اور جو حکم دونوں دلائل کے وارد ہونے سے پہلے تھا اسی حکم پر عمل کیا جائے گا۔

مثال:

اس صورت کو سمجھنے کے لیے یہ مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے کہ پالتو گدھے کا جوٹھا پانی پاک ہے یا نجس؟ اور اگر اس پانی سے کوئی وضو کر لے تو اس کا وضو درست ہو گا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے جن میں پالتو گدھوں کے گوشت کی حلت و حرمت کا ذکر آیا ہے، کیونکہ لعاب بھی گوشت سے ہی پیدا ہوتا ہے لہذا جو احادیث پالتو گدھوں کے گوشت کی حلت کے بارے میں ہیں وہ لازمی طور پر ان کے جوٹھے پانی کے پاک ہونے اور اس سے وضو کے صحیح ہونے پر بھی دلالت کرتی ہیں۔ اور جو احادیث ان کے گوشت کی حرمت کے بارے میں مروی ہیں وہ ان کے جوٹھے پانی کے نجس ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ غالب بن ابجر سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے پاس ان گدھوں کے سوا کوئی مال نہیں بچا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

كل مِنْ سَمِينِ مَالِكَ، وَأَطْعِمْ أَهْلَكَ[33]۔ اپنے اس مال سے خود بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا۔ یعنی آپ ﷺ نے غالب بن ابجر کے لیے گدھوں کا گوشت مباح کیا۔ یہ روایت اس دوسری روایت کے مخالف ہے۔ حرّمه في يوم خيبر لحوم الحمر الأهلية[34] آپ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا۔ پہلی حدیث پالتو گدھے کے گوشت کی حلت پر اور اس کے جوٹھے پانی کی طہارت پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث اس کی حرمت پر اور لازمی طور پر اس کے جوٹھے کے نجس ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ لعاب بھی گوشت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں احادیث باہم متعارض ہیں، جب ہم آثار صحابہ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ (جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس بھی شامل ہیں) نے پالتو گدھوں کے گوشت کی حلت اور اس کے جوٹھے کی طہارت کو اختیار کیا ہے۔ اور بعض صحابہ (جن میں حضرت عبد اللہ بن عمر بھی شامل ہیں) نے اس کے حرام ہونے اور اس کے جوٹھے کے ناپاک ہونے کو اختیار کیا ہے۔ جب آثار صحابہ بھی باہم متعارض ہیں تو پھر اصل پر حکم لگایا جائے گا اور "ابقاء ما كان على ما كان" کے قاعدے پر عمل کیا جائے گا۔[35] یعنی ان دلائل سے پہلے جو حکم تھا اسی پر عمل کیا جائے گا۔ لہذا پالتو گدھے کا جوٹھا پانی بھی اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا اور اس پانی سے وضو کرنے والا بھی اپنی اصلی حالت پر قائم رہے گا۔ یعنی پانی پاک ہو گا کیونکہ وہ یقینی طور پر پہلے پاک ہی تھا۔ لہذا شک کی وجہ سے اس کی یقینی طہارت زائل نہیں ہو گی۔ اور متوضی (وضو کرنے والا) بھی چونکہ اصل میں محدث (بے وضو) تھا، لہذا وہ بھی اپنی اصلی حالت پر قائم (بے وضو ہی رہے گا۔ اور اس کا حدث جو یقینی تھا وہ محض مشکوک پانی سے زائل نہیں ہو گا۔ اس لیے فقہاء نے کہا ہے کہ ایسے پانی سے وضو کرنے والا وضو کے بعد تیمم بھی کرے تا کہ حدث کا رفع ہونا اور نماز کا صحیح ہونا مؤکد ہو جائے۔

محدثین کی رائے:

محدثین کا مذہب جمہور فقہاء کی طرح محدثین نے بھی اجتہاد سے کام لیتے ہوئے رفع تعارض کے حکم کو بیان کیا ہے۔ اس مذہب میں مالکی، شافعی اور حنبلی مسالک میں سے بعض محدثین اور اصولیین مثلاً ابن حجر عسقلانی، امام غزالی، ابن قدامہ، شیرازی، ابن نجار الفتوحی امام شاطبی اور امام الباجی مالکی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک اگر دو دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو سب سے پہلے متعارض دلائل کو جمع کیا جائے گا۔ جمع کرنا ممکن نہ ہو تو پھر تاریخ معلوم کر کے تعارض رفع کیا جائے گا۔ تاریخ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ترجیح دی جائے گی۔ اگر ترجیح دینا بھی ممکن نہ ہو تو پھر توقف کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کے بارے میں کوئی اور دلیل مل جائے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی کا موقف:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

فصار ما ظاهره التعارض واقعاً على هذا الترتيب الجَمْعُ إن أمكن. فاعتبار الناسخ والمنسوخ .فالترجيح إنْ تَعَيّن. ثم التوقف عن العمل بأحَدِ الحديثين "[36]۔ دلائل میں واقع ہونے والے ظاہر تعارض کو اس ترتیب پر رفع کیا جائے گا: سب سے پہلے جمع ہے اگر ممکن ہو، پھر ناسخ و منسوخ کا اعتبار کیا جائے گا، پھر ترجیح دی جائے گی اگر کوئی وجہ ترجیح متعین ہو جائے۔ پھر دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے سے توقف کیا جائے گا۔

امام غزالی کا موقف:

امام غزالی بھی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ان عجزنا عن الجمع وعن معرفة المتقدم والمتأخر، رجعنا واخذنا بالأقوى"[37]۔ اگر ہم (اولاً متعارض دلائل کو) جمع نہ کر سکیں اور پھر متقدم و متاخر کی معرفت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے نسخ بھی نہ کر سکیں، تو پھر ہم ترجیح دیں گے اور قوی دلیل پر عمل کریں گے۔

امام شیرازی کا موقف:

"إذا تعارض خبران، فننظر فيهما، فإن أمكن الجمع بينهما وترتيب أحدهما على الآخر وجب الجمع، وإن لم يمكن الجمع بينهما وأمكن نسخ أحدهما بالآخر وجب النسخ، وإن لم يمكن ذلكوجب الرجوع إلى وجه من وجوه

الترجیح[38]۔ جب دو احادیث کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو اس میں غور فکر کیا جائے گا، اگر ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو اور ایک کو دوسری کے ساتھ ترتیب دینا ممکن ہو تو دونوں کو جمع کرنا واجب ہو گا۔ اور اگر جمع کرنا ممکن نہ ہو، لیکن ایک حدیث کے ذریعے دوسری کو منسوخ کرنا ممکن ہو تو نسخ واجب ہو گا۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو وجوہ ترجیح میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ مذکورہ اقوال کی روشنی میں جمہور محدثین کے نزدیک متعارض دلائل سے رفع تعارض کے اصول اور منہج کی درج ذیل ترتیب ہے۔

جمع و تطبیق:

سب سے پہلے دونوں متعارض دلائل کو جمع کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔

نسخ:

اگر جمع کرنا ممکن نہ ہو تو تاریخ معلوم ہونے پر متأخر دلیل ناسخ اور متقدم دلیل منسوخ ہو جائے گی۔

ترجیح:

اگر تاریخ بھی معلوم نہ ہو سکے تو قوی دلیل کو ترجیح دی جائے گی اور راجح دلیل پر عمل کیا جائے گا۔

توقف:

اگر یہ سب کچھ مشکل ہو جائے تو پھر توقف کیا جائے گا اور متعارض دلائل کے ساقط ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ دلائل کے درمیان رفع تعارض کے لیے علماء کے یہ مشہور مناہج و مناہج ہیں، ان کے علاوہ اور بھی مناہج موجود ہیں لیکن وہ غیر مشہور ہیں اب ان مذاہب کے دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا اور آخر میں راجح ترین قول اور رائے کو پیش کیا جائے گا۔

تینوں مذاہب کے دلائل کا تقابلی جائزہ:

جمہور علماء نے رفع تعارض میں اپنے اپنے وضع کردہ مناہج کو اختیار کرنے میں جن دلائل سے استدلال کیا ہے، ان میں سے اہم دلائل مندرجہ ذیل ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل:

دو متعارض دلیلیں ایسی دلیلیں ہوتی ہیں جن کو جمع کرنا اور ایک دلیل کی دوسری دلیل پر بناء رکھنا ممکن ہوتا ہے، لہذا جمع و تطبیق واجب ہو جاتی ہے۔

مثال: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے "فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ[39]۔ اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ یہ آیت متعارض ہے دوسری اس آیت کے ساتھ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُم أجمعين [40]- آپ کے رب کی قسم! ان ہم سب سے پوچھیں گے۔

عبد اللہ بن عباسؓ کا موقف:

عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں " ان سے ایک مقام پر سوال کیا جائے گا اور دوسرے مقام پر سوال نہیں کیا جائے گا۔[41] لہذہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے ان دونوں آیات کے درمیان تعارض کے وجود کو محسوس کیا ہے اور دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جمع و تطبیق کو مقدم کیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ جمع و تطبیق کو دوسرے اصولوں پر مقدم کیا جائے گا۔

دوسری دلیل:

ادلہ شرعیہ کے درمیان جمع و تطبیق ایک ایسا اصول ہے جو ان کو نقص اور عیب سے پاک کرتا ہے، کیونکہ دو متعارض دلائل جمع کے اصول کے ذریعے ہی ایک دوسرے کے موافق ہو سکتے ہیں اور دونوں پر عمل ممکن ہو سکتا ہے۔ بخلاف ترجیح کے، کیونکہ ترجیح سے دونوں فوائد بیک وقت حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہی حکم نسخ اور تخییر کا ہے۔ جبکہ تساقط دلیلین سے دونوں دلیلوں کا ترک لازم آتا ہے۔

تیسری دلیل:

اللہ تعالیٰ جو شارع اور حکیم ہے اس نے ادلہ شرعیہ کو اس لیے بنایا ہے تا کہ ان سے احکام کو مستنبط کیا جا سکے۔ لہذا اس حوالے سے اصل چیز استنباط ہے نہ کہ اہمال۔ یعنی دلائل کو عمل میں لایا جائے نہ کہ ان کو مہمل چھوڑ دیا جائے اور یہ جمع و تطبیق کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے، نہ کہ ترجیح، نسخ، تغییر اور تساقط کے ذریعے[42]۔

جمہور علماء کے دلائل کا جائزہ:

مذکورہ بالا دلائل میں سے کچھ دلائل ایسے ہیں جن پر اعتراضات اور تنقید کی جا سکتی ہے، بلکہ ان کو باطل اور رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب ان دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے اول دوسری دلیل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بات مسلّم ہی نہیں کہ ادلہ شرعیہ کا نقص سے پاک اور منزہ ہونا صرف جمع و تطبیق پر ہی منحصر ہے۔ اسی طرح یہ بھی قابل تسلیم نہیں کہ ترجیح سے نقص پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ صحابہ کرامؓ نے التقاء الختان سے غسل کے فرض ہو جانے کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت کو حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ اسیطرح نسخ سے بھی کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا کیونکہ نسخ تو قرآن کریم میں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح تخییر بھی نقص کا باعث نہیں بن سکتی کیوں کہ واجب مخیر (یعنی وہ احکام جن میں اختیار دیا گیا ہے) بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ (یعنی دوم تیسری دلیل کا یہ جواب ہے کہ اگر ان علماء کی مراد یہ ہے کہ دونوں دلیلوں کو عال بنانا ترجیح دینے سے افضل ہے مستقیم کی موجودگی میں، تو یہ بات غیر مسلم ہے۔ اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اعمال افضل ہے ترجیح سے میلان کی عدم موجودگی کے وقت تو یہ بات قابل تسلیم ہے۔ لیکن اس بات سے تو انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ یہ بات محل نزاع ہی نہیں ہے۔

حنفیہ کے دلائل:

فقہائے حنفیہ اس بارے میں زیادہ زور دیتے ہیں کہ ترجیح کو جمع و تطبیق پر مقدم کیا جائے گا۔ ان کے دلائل میں سے اہم دلائل یہ ہیں۔

پہلی دلیل:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تعارض کے وقت راجح کو مرجوح پر مقدم کیا جائے گا۔ مرجوح کو راجح پر ترجیح دینا یا مرجوح اور راجح دونوں کو مساوی رکھنا ممتنع ہے۔

دوسری دلیل:

اس بات پر اجماع کے منعقد ہونے کا کسی ایک نے بھی ذکر نہیں کیا کہ جمع و تطبیق کو ترجیح پر مقدم کیا جائے گا[43]۔

تیسری دلیل:

صحابہ کرام کو جب دو حدیثوں کے درمیان اشکال پیدا ہو تا تو وہ ترجیح کی جانب ہی رجوع کیا کرتے تھے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے "التقاء الختان" کے وقت غسل کے واجب ہو جانے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث "إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل[44]۔ کو حضرت ابو ھریرہؓ کی حدیث "إنما الماء من الماء"[45] پر ترجیح دی ہے۔

احناف کے دلائل کا تحقیقی جائزہ:

جمہور علماء کی جانب سے پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ راجح اور مرجوح دلائل میں غور و فکر تب کیا جاتا ہے جب جمع و تطبیق ممکن نہ ہو، کیوں کہ تعارض کو رفع کرنے کے لیے ترجیح دینے سے دونوں دلائل میں سے ایک دلیل پر عمل ساقط ہو جاتا ہے۔ جبکہ جمع و تطبیق کے بعد یا تو دلائل ایک دوسرے کے موافق ہو جاتے ہیں جس سے دونوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ترجیح کی بالکل ضرورت نہیں رہتی۔ دوسری دلیل کے بارے میں اس طرح جواب دینا ممکن ہے کہ اگر اس اجتماع سے ان کی مراد امت کا اجماع ہے تو اس کا منعقد ہونا نا ممکن ہے اور اگر ان کی مراد علمائے حنفیہ کا اجماع ہے تو وہ غیر حنفیہ کے لیے حجت نہیں بن سکتا اور نہ ہی ان پر لاگو کیا جا سکتا ہے۔ جمہور علماء کی جانب سے تیسری دلیل

پر بھی تنقید کی گئی ہے کہ جس دلیل سے احناف نے استدلال کیا ہے بے شک وہ ترجیح پر عمل کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور یہ بات مسلم بھی ہے، کیوں کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ محل نزاع بھی نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف اور نزاع اس بات میں ہو رہا ہے کہ جمع کو ترجیح پر مقدم کیا جائے یا ترجیح کو جمع پر؟ جبکہ یہ دلیل ان کے اس مدعا کو ثابت نہیں کر رہی۔ لہذا جب جمع کرنا مشکل ہو تو ترجیح کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ دونوں حدیثوں کو جمع کرنا ممکن نہیں ہے۔

محدثین کے دلائل کا جائزہ:

محدثین کے نزدیک بھی جمع و تطبیق کو ترجیح پر مقدم کیا جائے گا، ان کے دلائل بھی وہی ہیں جن سے جمہور علماء نے استدلال کیا ہے، لہذا جمہور علماء کے مذہب اور محدثین کے مذہب کے درمیان کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے سوائے اس کے کہ محدثین کہتے ہیں کہ اگر دلائل کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو پھر تاریخ میں غور و فکر کیا جائے گا اور متاخر کی وجہ سے متقدم منسوخ ہو جائے گی۔ لہذا جمہور علماء کے برعکس محدثین منسوخ کو ترجیح پر مقدم کرتے ہیں۔[46] راجح ترین قول مذکورہ تینوں مذاہب کے دلائل کا موازنہ اور ان کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ راجح ترین مذہب، علمائے حنفیہ کا مذہب ہے، جس میں نسخ کو ترجیح پر مقدم کیا گیا ہے اور ترجیح کو جمع پر اور پھر جمع کو سقوط پر۔ اگر چہ تینوں مذاہب کے علماء نے اپنے اپنے موقف کی تائید میں قوی دلائل دیے ہیں اور وہ اپنے موقف میں برحق ہیں۔ ان تمام دلائل کے باوجود راجح قول یہی ہے کہ نسخ کو ہی مقدم ہونا چاہیے کیوں کہ نسخ شارع کا عمل ہے، اور شارع کی جانب سے نص کے ذریعے ہی نسخ کا پتا چلتا ہے کہ یہ حکم فلاں حکم کے لیے ناسخ ہے۔ یا کوئی ایسی ظاہری دلالت پائی جاتی ہے جو شارع کی نص کے قائم مقام ہوتی ہے۔ ورنہ کسی کے بس کی بات نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے شرعی نصوص میں نسخ کی بات کر سکے۔ جبکہ ترجیح دینا اور جمع کرنا یہ مجتہد کا عمل ہے۔ لہذا شارع کے عمل کو مجتہد کے عمل پر فوقیت حاصل ہو گی۔ اور عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ نسخ کو ہی مقدم ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اگر ایک دلیل جس کو شارع نے منسوخ کر دیا ہے اس کو دوسری دلیل کے ساتھ جمع کر کے دونوں پر عمل کیا جائے تو اس طرح سے منسوخ دلیل پر بھی عمل ہو جائے گا جو کہ درست نہیں ہے۔ نسخ کے بعد ترجیح کا درجہ آتا ہے اسی طرح ترجیح کو بھی جمع و تطبیق پر مقدم ہونا چاہیے۔ اگر چہ جمع کرنے سے دونوں دلیلوں پر عمل ہو جاتا ہے اور ترجیح سے صرف ایک دلیل پر ہی عمل ہو سکتا ہے، لیکن اگر ایک دلیل میں ترجیح کی وجوہات میں سے کوئی وجہ یا فضیلت پائی جاتی ہو اور وہ راجح ہوتی ہو اور دوسری دلیل مرجوح ہوتی ہو تو ترجیح کے عمل سے پہلے ہی محض جمع و تطبیق کے ذریعے مرجوح پر عمل کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ لہذا پہلے راجح کو مرجوح پر مقدم کرنا ہی معقول ہے۔ ہاں اگر ترجیح نہ دی جا سکتی ہو تو پھر دونوں دلیلوں کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

شوافع اور متکلمین کا طریقہ کار: دو متعارض احادیث و روایات کی صورت میں فقہاء اور شوافع اور متکلمین ان اصولوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے استعمال کرتے ہیں۔

1- جمع
2- ترجیح
3- نسخ

توقف۔[47]

خلاصۂ بحث:

رفع تعارض میں مذاہب ثلاثہ کے اصول اور مناہج ذکر کرنے اور ان کے دلائل کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل چند امور واضح ہوتے ہیں۔

1- رفع تعارض میں احناف کا پہلا اصول نسخ ہے لہذا وہ نسخ کو باقی تمام اصولوں پر مقدم کرتے ہیں۔ جبکہ جمہور علماء اور محدثین جمع کو مقدم کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک دونوں دلیلوں پر عمل کرنا، کسی ایک دلیل پر عمل کرنے اور دوسری کو ترک کر دینے سے بہتر ہے۔

2- نسخ کو ترجیح پر مقدم کرنے میں احناف کے مذہب اور محدثین کے مذہب کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جبکہ جمہور علماء ترجیح کو نسخ پر مقدم کرتے ہیں۔

3- نسخ اور ترجیح دونوں میں صرف ایک دلیل پر ہی عمل ہوتا ہے دوسری دلیل پر نہیں۔ کیوں کہ نسخ کی صورت میں ناسخ پر عمل کیا جاتا ہے اور منسوخ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ اور ترجیح کی صورت میں راجح پر عمل کیا جاتا ہے اور مرجوح کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ مگر نسخ ایک ایسا عمل ہے جو شارع اور حکیم ذات سے صادر ہوتا ہے۔ جبکہ ترجیح دینا مجتہد کا عمل ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شارع کے عمل کو مقدم کرنا واجب ہے۔ کیوں کہ شارع کا عمل مجتہد کے عمل سے اولیٰ ہوتا ہے۔ لہذا نسخ کو ترجیح پر مقدم کرنا ہی بہتر ہے۔

4- جب نسخ شارع کی جانب سے نص کے ذریعے ثابت ہو جائے تو بلاشبہ اس کو باقی تمام اصولوں پر مقدم کیا جائے گا۔ جمہور علماء جب جمع کو نسخ پر مقدم کرتے ہیں تو اس وقت نسخ سے ان کی مراد وہ نسخ ہوتا ہے جو احتمالی طریقے سے ثابت ہو یا تاریخ سے ثابت ہو، نہ کہ جو نص سے ثابت ہو۔

5- جب بالترتیب نسخ، ترجیح اور جمع میں سے کوئی عمل ممکن نہ رہے تو پھر توقف اور سقوط کا حکم لگایا جائے گا۔

6- پہلی دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی اور تیسری دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا جو پہلی دونوں دلیلوں سے کم درجہ کی ہو اور اسی پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی اگر دو آیات متعارض آجائیں تو دونوں ساقط ہو جائیں گی اور سنت پر عمل کیا جائے گا۔

7- اگر دو سنتیں متعارض آجائیں تو پھر قیاس یا قول صحابی پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر دو قیاس متعارض آجائیں تو پھر وہ ساقط نہیں ہوں گے بلکہ جمہور علماء کے نزدیک مجتہد کو اختیار ہو گا کہ وہ بغیر تحری کیسے کسی بھی ایک قیاس پر عمل کرلے۔

8- احناف کے نزدیک مجتہد پہلے تحری کرے گا اور پھر کسی ایک قیاس کو اختیار کرے گا۔ اگر آیات کے درمیان یا احادیث کے درمیان تعارض واقع ہو لیکن کوئی ادنیٰ دلیل نہ ملے یا مل تو جائے لیکن وہ بھی متعارض ہو تو پھر برآت اصلیہ کا حکم لگایا جائے گا اور اصل پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی ان دلائل کے وارد ہونے سے پہلے اس چیز کا جو حکم تھا اسی پر عمل کیا جائے گا۔

9- دونوں گرہوں کے اصولوں کی ترتیب کا جائزہ لینے سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ فقہاء احناف اور اصولیین دو متعارض احادیث و روایات میں سب سے پہلے نسخ تلاش کرتے ہیں ناسخ منسوخ کا علم نہ ہونے کی صورت میں ترجیح کے قائل ہیں، ترجیح صورت نہ واضح ہونے کی صورت میں جمع کے قائل ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی صورت حال نہ ہو تو توقف کے قائل ہیں، احناف کا مشہور قاعدہ ہے اذا تعارضا تساقطا۔ شوافع اور متکلمین محدثین و اصولیین اور فقہاء سب سے پہلے جمع کے قائل ہیں اگر تطبیق کی کوئی صورت نظر نہ آ ے تو پھر ترجیح کی صورت اختیار کرتے ہیں اس کے بعد نسخ کو لیتے ہیں اور سب سے آخر میں توقف و تساقط سے کام لیتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1]حفناوي، محمد ابراهيم محمد، التعارض والترجيح عند الأصوليين، (بيروت: دار الوفاء، 1987ء)، 64-65۔

Hafnawi Muhammad Ibrahim Muhammad "Konflikto thaj Tarjih thaj Fundamentalistura" (Dar al-Wafa, Beirut, 1987) 64-65

[1]احمد بن علی بن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، (الریاض: دار السلام س ن)9/ 423 5/ 412۔

Ahmad bin Ali bin Hajar, al-Asqalani, Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari (Dar al-Salaam, Riyadh 412/5 (N.S. 423/9).

[3]علی بن أحمد بن حزم الأندلسي، الأحكام من اصول الاحكام، (القاهرة: دار الحديث، 1404ھ)، 2\22۔

Ibn Hazm, Ali Ibn Ahmad Ibn Hazm Al-Andalusi, Al-Ahkam Min Usul Al-Ahkam Laban Hazm (Dar al-Hadith, Cairo, 1404 AH) p.2\22.

4محمد بن علی بن محمد شوكاني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، (دار الكتاب العربي1419ھ)، 276۔

Muhammad bin Ali bin Muhammad Shoukani, "Irshad al-Fawhol te kerel pes investigacia e al-Haq-eski katar e źanglimaske źanglimata" (Dar al-Kitab al-Arabi 1419 AH) p. 276.

[5]ناصر الدین ابو سعید عبد الله بن عمر بیضاوي، منهاج الوصول للبيضاوي (بيروت: دار الفكر، س ن) ص 69۔

Nasir al-Din Abu Saeed Abdullah bin Umar Beydawi, Minhaj al-Araqi vaś o Beydawi (Dar al-Fikr, Beirut) p. 69.

[6]شمس الدین محمد بن أحمد المحلي، شرح جمع الجوامع، لابن السبكي" (دار الكتب العربي1404ھ) 2/ 360۔

Shams al-Din Muhammad bin Ahmad al-Muhalla "Sharh Jum al-Jawa'a by Ibn al-Sabki" (Dar al-Kitab al-Arabi 1404 AH) 2/360.

7حفناوي، محمد ابراهيم محمد، التعارض والترجيح عند الأصوليين، (بيروت: دار الوفاء،، 1987ء)، 64-65۔

Hafnawi Muhammad Ibrahim Muhammad "Konflikto thaj Tarjih thaj Fundamentalistura" (Dar al-Wafa, Beirut, 1987) 64-65.

8علی بن عبد الكافي يشيخ الإسلام السبكي، الإبهاج في شرح المنهاج، (بيروت: دار الفكر العلميه، 1404ھ) 3\142-143۔

Ali bin Abd al-Kafi ishaykh Al-Islam al-Sabki "Al-Ibahaj fi Sharh al-Manhaj" (Dar al-Fikr al-Alamiyyah, Beirut 1404 AH) 3\142-143.

9مسلم، ابو الحسين، مسلم بن الحجاج القشيري، الصحيح المسلم، باب الإستطابة، (الرياض: دار السلام، س ن) 1\259۔

Muslim, Abu al-Husayn, Muslim ibn al-Hajjaj al-Qashiri, "Al-Saheeh al-Muslim, Bab al-Istatab" (Dar al-Salaam, Riyadh) 1/259

[10]ایضاً 1\261 رقم الحدیث 634۔

Vi 1 \261 Hadith 634.

[11]الانعام 6-145۔

Al-An'am 6-145.

[12]محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاري، صحيح بخاری، باب اكل كل ذي ناب من السباع، (الرياض: دار السلام س ن)، حديث 5530۔

Muhammad bin Ismail bin Ibrahim Al-Bukhari "Sahih Bukhari" Kapitolo Akl-i-Kul Dhi Nab Min Al-Sabaa (Dar al-Salam al-Riyadh) Hadith 5530.

13علی بن أحمد بن حزم الأندلسي، الأحكام من اصول الاحكام (القاهرة: دار الحديث، 1404ھ)، 2\22۔

Ibn Hazm, Ali Ibn Ahmad Ibn Hazm Al-Andalusi "Al-Ahkam Min Usul Al-Ahkam" katar o Ibn Hazm (Dar al-Hadith, Cairo, 1404 AH) p. 2\22.

[14] شہاب الدین احمد بن ادریس القرافي، شرح تنقیح الفصول، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، 2\312۔ ابو عبداللہ بن احمد، تفسیر القرطبي (القاهرة: دار الکتب المصریہ س ن)، 7\115۔

Shahab al-Din Ahmad bin Idris al-Qarafi, "Sharh Tanqih al-Fusul" (Dar al-Kitab al-Ulamiya Beirut) 2\312. Abu Abdullah ibn Ahmad, Tafsir al-Qurtubi (Dar al-Kutub al-Masriyyah, Cairo) 7/115

[15] محمد بن نظام الدین محمد السہالوی، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1423ھ) 2/195۔

Muhammad bin Nizam al-Din Muhammad al-Sahlawi, Fuatah al-Muht ano komentari e Muslim al-Thawbut (Dar al-Kutub al-Alamiyyah, Beirut, 1423 AH) p. 2/195 .

[16] ابن ماجہ، حافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب ماجاء في وجوب الغسل، (بیروت: دار إحیاء الکتب العربیہ، 1372ھ) 1/383، حدیث 6088۔

Ibn Majah, Hafiz Abu Abd Allah Muhammad bin Yazid Al-Qazwini "Sunan Ibn Majah" Kitab al-Tahara, Kapitolo Maja' ando Wajub al-Ghusl (Dar Ihyaya Kitub al-Arabiyyah, Beirut, 1372 AH) 1/383, Hadith 6088

[17] محمد بن مسلم الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین (الریاض: دار السلام س ن) 1/186، حدیث 809۔

Muhammad bin Muslim al-Hajjaj al-Qashiri, al-Jama'i al-Sahih, kotor pal-o phandipe e pajesqo katar o pani thaj i obligacia e abluciaqi e taqa al-khatanin (Dar al-Salam al-Riyadh) 1/186, hadith 809.

[18] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، (دار الکتب العربی س ن) ص 148.

Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi, Hajjatullah al-Balaga (Dar al-Kitab al-Arabi) p. 148

[19] مسلم الثبوت، شرح صحیح مسلم، 2\152 التلویح علی التوضیح، 2/103۔

Muslimansko dokazi 2/152 Al-Talweeh Ali Al-Tawzeeh 2/103

[20] فواتح الرحموت، شرح مسلم الثبوت 2/193۔ ابن ھمام محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود السیواسی، کمال الدین التقریر والتحبیر۔ (دار الکتب العربی س ن)، 3/3۔

Fatah al-Muth, Sharh Muslim al-Thawbut 2/193. Ibn Hammam Muhammad bin Abdul Wahid bin Abdul Hamid bin Masoud al-Siwasi, Kamal al-Din al-Taqariru al-Tahbeer. (Dar al-Kitab al-Arabi) 3/3

[21] صدر الشریعہ، عبیداللہ بن مسعود البخاری، التوضیح لمتن التنقیح، (بیروت: دار الکتب العلمیہ س ن) 2\104۔

Sadr al-Sharia, Ubaidullah bin Masoud al-Bukhari, eksplikàcia pal-o tèksto e reviziaqo, (Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut) 2/104

[22] ابن ھمام محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود السیواسی، کمال الدین، التقریر والتحبیر 2\476۔

Ibn Hammam Muhammad bin Abdul Wahid bin Abdul Hameed bin Masoud al-Siwasi, Kamal al-Din al-Tahreat wal-Tahbeer 2/476.

[23] مسلم الثبوت، شرح صحیح مسلم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1423ھ)، 2\195۔

Muslim al-Thawbut (Dar al-Kutub al-Alamiyyah, Beirut, 1423 AH) 2\195

[24] الرحمن 55-39۔

Rahman 55-39

[25] الحجر 15-92۔

Hajar 15-92

[26] ابن ماجه، حافظ أبوعبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة(بيروت: دار إحياء الكتب العربيه، 1372ه-) 1\277، حديث 850۔

Ibn Majah, Hafiz Abu Abd Allah Muhammad ibn Yazid Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Kitab Iqamah al-Salaat (Dar Ihaya Kitub al-Arabiyyah, Beirut, 1372 AH) 1/277, Hadith 850

[27] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، السنن لابي داوٗد، باب من يركع ركعتين، ص176، من طريق حماد بن سلمة والنسائی، السنن النسائي، باب القول في السجود في صلاة الكسوف (الرياض: دار السلام س ن)، ص222۔

Abu Dawood Sulaiman bin Al-Asha'th al-Sajistani, Sunan Labi Dawood, Kapitolo Min Yerka rakatin, p. 176, prekal o Hamad bin Salama thaj o Al-Nasa'i, Sunan al-Nasa'i, Kapitolo pal-o Phenipen e Sujudosqo anθ-o Salat al-Kusuf (Dar al-Salam al-Riyadh) p. 222

[28] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاري، باب صلاة الكسوف فی المسجد، (القاهرة: دار الشعب، 1407ھ 2\47) حدیث 1055۔

Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Chapter Salat Al-Kusuf in Al-Masjid (Dar al-Shaab, Al-Qaira, 1407 AH 2/47) Hadith 1055

[29] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاري، كتاب صفة الصلاة، باب رفع اليدين إذا كبر وإذا رفع (الرياض دار السلام)، 1\258 حدیث 703 و مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذوا لمنكبين مع تكبيرة الإحرام، 1\293 حدیث 391۔

Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Saf al-Salaat, Kapitolo Rifa al-Din al-Kibr thaj al-Riyadh, 1/258 Hadith 703 thaj Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Salaat, Kapitulo Istihabab Rifa al-Din al-Munkabain Takrambain e Hadith al-I 391

[30] أبو داؤد، سنن ابی داؤد، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، 1\273 حدیث 1 / 750 و بیھقی، ابو بکر احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع إلا عند الافتتاح 2\79۔

Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, kotor e manušesko savo na vakergja o vazdipe ko vakti taro kovlipe, 1/273 hadisi 1/750 thaj Bahaqi, Abu Bakr Ahmad bin Al-Husain, Sunan al-Kubra, Kitab Ṣalah, kotor e manušesko kova na vakergja o vazdipe numa ko putaripe 2/27 .

[31] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، ص 1\272 حدیث 748 / و ترمذی، جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ باب أن النبي صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لم یرفع إلا مرۃ (الریاض: دار السلام س ن) 2\40 حدیث 257۔

Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, kotor pal-e kodola save na phende o vazdipen kana ćhiven pes, p. 1/272, Hadith 748 / At-Tirmidhi, Jamaat-Tirmidhi, Kitab al-Salat, kotor savo o Proroko, te avel le Devleske ruđimata thaj o pachape pe leste, na vazdas numaj jekhvar (Dar al-Salam al-Riyadh) 2/40 Hadith 257

[32] سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سهل السرخسی، أصول السرخسي، حققه ابو الوفاء الأفغاني (بيروت دار المعرفه، 1372ھ)، 2/13۔

Sarkhsi, Abu Bakr Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl al-Sarkhisi "Asul al-Sarkhisi", Haqqa Abu al-Wafa al-Afghani (Dar al-Marifah, Beirut) 1372 AH, p. 2/13-

[33] ترمذی ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، (بیروت: دار الاحیاء التراث العربي)، حدیث 3127۔

At-Tirmidhi Abu Isa Muhammad bin Isa, Sunan al-Tirmidhi, (Dar al-Hayya al-Tarath al-Arabi, Beirut,) Hadith 3127.

[34] امام مسلم، الجامع الصحیح، باب تحریم أکل لحم الحمر الانسیة، (الریاض: دار السلام س ن) رقم الحدیث 5133۔

[35] صدر الشریعه عبید الله بن مسعود بن محمود بن أحمد المحبوبي، الإمام، "شرح التلويح على التوضيح" (بیروت: دار الفکر س ن) 2/104–105-

Imam Muslim, Al-Jama'i Al-Sahih, Kapitolo pal-o Zabrano te Xas Rat Lole Al-Ansiya, (Dar al-Salam al-Riyadh) Hadith No. 5133.

Sadr al-Sharia Ubaydullah bin Masoud bin Mahmud bin Ahmed al-Mahabubi, Imam, "Sharh al-Talwih pe eksplikàcia" (Dar al-Fikr Beirut) 2/ 104 – 105.

36ابن حجر عسقلاني، أحمد بن علی بن محمد بن حجر، نزھۃ النظر في توضيح نخبۃ الفکر (الرياض مطبعۃ سفير 1422ھ)، ص۔5۔

Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmed bin Ali bin Muhammad bin Hajar, Nizhta al-Nazar ande eksplikàcia pal-i elita e gindipnaski (Mutaba Safir Riyad 1422 AH) p. 5

37ابو حامد محمد بن محمد غزالی، امام "المستصفی فی علم الأصول" (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1997ء) 1\160

Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Imam, "Al-Mustafafi fi 'Ilm al-Usool" (Mass. Al-Rasalah, Beirut, 1997(

38شیرازی، ابو اسحاق ابراھیم بن علی الشیرازي، اللمع فی أصول الفقہ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) ص40

Shirazi, Abu Ishaq Ibrahim ibn Ali al-Shirazi, "Al-Luma fi Asul al-Fiqh" (Dar al-Kitab al-Alamiyyah, Beirut 1405AH)2\391(

39الرحمن 39:55

Rahman 39:55
391\2(1405ھ

40الحجر 92:15

Al-Hijr 92:15

41اسماعیل بن عمر بن کثیر، ابن کثیر، القرشي الدمشقي، تفسیر القرآن العظیم، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 1419ھ 1999ء) 7/474۔

Ismail bin Umar bin Kathir, Ibn Kathir, al-Qurashi al-Dumashqi "Tafsir al-Qur'an al-Azeem" (Dar al-Salaam vash distribucia thaj distribucia ano Riyadh, 1419 AH 1999) 7474

42عبد اللطیف عبد اللہ عزیز البرزنجی، "التعارض والترجیح بین الأدلۃ الشرعیۃ" (بیروت: دار الکتب العلمیہ

1417ھ) 1/691۔

Barzanji, Abd al-Latif Abd Allah Aziz al-Barzanji, "O Konflikto thaj i Selekcia maśkar e Al-Islamikane Evidence" (Dar al-Kutub Al-Alamiya
Beirut, 1417 AH) 1/691 .

43سہالوی، محمد بن نظام الدین محمد السہالوی، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1423ھ)، 2/195۔

Sahlawi, Muhammad bin Nizam al-Din Muhammad al-Sahlawi, Fatah al-Rhumot ando komentaro katar o Muslim al-Thawbut (Dar al-Kutub al-Alamiyyah, Beirut, 1423 AH) 2/195 .

44ابن ماجہ، حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في وجوب الغسل، (بیروت: دار إحیاء الکتب العربیہ، 1372ھ)، 1/383، رقم الحدیث 608۔

Ibn Majah, Hafiz Abu Abd Allah Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Tahara, Kapitolo Maja' ando Wajub al-Ghusl, (Dar Ihyaya Kitub al-Arabiyyah, Beirut, 1372 AH) 1/383, Hadith numero 608.

45 محمد بن مسلم بن حجاج القشیری "الجامع الصحیح" "باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین، 1/186، حدیث 809.

46عبد اللطیف عبد اللہ عزیز البرزنجی، "التعارض والترجیح بین الأدلۃ الشرعیۃ" (بیروت: دار الکتب العلمیہ

1417ھ) 1/184۔

Muhammad bin Muslim bin Hajjaj al-Qashiri, "Al-Jami'a al-Sahih" Kapitolo pal-o Zabrano e Pajesqo katar o Pani thaj i Obligàcia e Ghuslesqi anθ-i Taqwa Al-Khatanin, 1/186, Hadith 809

Abd al-Latif Abd Allah Aziz al-Barzanji, "O Konflikto thaj i Selekcia maśkar e Al-Islamikane Evidence" (Dar al-Kutub al-Alamiyyah
Beirut, 1417 AH) 1/184

[47] اصول فقہ للخلاف صفہ 276، اصول الفقہ الاسلامی وادلتہ "وھبہ الزحیلی" دار الکتب العلمی) 2\1184

Principura vaś e Jurisprudenca vaś o Konflikto, rig 276, Usul al-Fiqh al-Islami thaj al-Wahbah al-Zahili, Dar al-Kitab al-Ilami) 2/1184